مصنوعی ذہانت بطور مصنف؟

تحریر وتخریج: ڈاکٹر مبشر حسین رحمانی

مصنف عمومی طور پر ایک تخلیقی شخصیت کا حامل ہوتا ہے اور وہ اپنے خیالات وتفکرات کو عمدہ پیرائے میں قلمبند کرنے کا ہنر جانتا ہے۔ مصنف اور مؤلف میں بنیادی فرق یہ ہوتا ہے کہ مصنف اپنی بات کو خالصتاً اپنی ذاتی لیاقت اور استعداد سے تحریر کرتا ہے؛ جب کہ مؤلف مختلف مصنّفین کی تحریروں کو کسی خاص عنوان کے تحت یکجا کرتا ہے۔ گوکہ تصنیف وتالیف، دونوں ہی کے لیے لیاقت، استعداد، ہنر، اور علمی پختگی درکار ہوتی ہے؛ مگر تصنیف کا کام قدرے مشکل تصور کیا جاتا ہے۔ مصنّفین اپنے ذوق کی بنیاد پر ناول، افسانے، اشعار، سفرنامے، مکتوبات، تدریسی کُتب، تحقیقی کُتب، سوانح، اور ڈرامے وغیرہ لکھتے ہیں۔ بعض مصنّفین تکنیکی نوعیت کے مضامین تحریر کرتے ہیں؛ جب کہ کچھ مصنّفین اپنی تصنیف میں تحقیقی اُسلوب اختیار کرتے ہیں؛ تاکہ صحیح معلومات اور حقائق پڑھنے والوں تک پہنچ سکیں۔

کمپیوٹر سائنس کے شعبے میں ترقی نے تصنیف وتالیف پر بھی گہرا اثر ڈالا ہے۔ تاریخی طور پر کمپیوٹر کو تصنیف وتالیف سے جڑے مختلف کاموں میں استعمال کیا جاتا رہا ہے مثلاً ابتدائی ادوار میں مصنّفین اپنی تحریر کو کمپیوٹر پر کمپوز کرکے اشاعت کے لیے تیار کرتے تھے۔ پھر کمپیوٹر سائنس میں مزید ترقی ہونے کی وجہ سے کمپیوٹر سافٹ ویئر املا اور ہجے کی غلطیوں کی نشاندہی بآسانی کردیتا تھا؛ مگر اب کمپیوٹر سائنس کے شعبے مصنوعی ذہانت میں اتنی زیادہ ترقی ہوگئی ہے کہ ان سافٹ ویئر کی مدد سے تصنیف وتالیف کے کئی کام آسانی سے انجام پاجاتے ہیں۔

اس وقت مصنوعی ذہانت کے بہت سارے ٹولز Tools اپلی کیشن یا پروگرامز میسر ہیں، ان میں مشہور اوپن اے آئی Open AI کا چیٹ جی پی ٹی Chat GPT، مائیکروسافٹ کا کو پائلٹ Co-Pilot، کریکٹر آئے آئی Character AI، کلوڈ Claude AI، پرپلیکسٹی Perplexity AI،

اور گوگل کا جیمنائی Gemini مشہور ہیں۔ یہ سارے ٹولز دراصل چیٹ بوٹ ہیں۔ چیٹ بوٹ وہ کمپیوٹر پروگرام یا سافٹ ویئر یا اپلی کیشن ہوتی ہیں جو کہ انسانی طرز پر بات چیت کر سکتے ہیں اور یہ جنریٹو اے آئی GenerativeAI کو استعمال کرتے ہیں۔ مصنوعی ذہانت کے ان تمام اپلی کیشنز سے تصنیف وتالیف کا کام بھی لیا جا رہا ہے۔ مصنوعی ذہانت کے ان سافٹ وئیر کی خاص بات یہ ہے کہ یہ ایسی عمدہ تحریر لکھنے لگ گئے ہیں کہ انسان ششدر رہ جاتا ہے۔ حتیٰ کہ ان مصنوعی ذہانت کے سافٹ وئیر نے اتنی ترقی کر لی ہے کہ اگر کوئی ان سے پوچھے تو ایک ہی بات کو مختلف اُسلوب اور زبانوں میں پیش کر سکتے ہیں۔ نتیجتاً ایک عام شخص ایک انسان کی لکھی ہوئی تحریر اور کمپیوٹر (مصنوعی ذہانت کے سافٹ وئیر مثلاً چیٹ جی پی ٹی وغیرہ) سے لکھی ہوئی تحریر میں آسانی سے فرق نہیں کر سکتا۔ مصنوعی ذہانت کے ان پروگرامز کو اگر کسی خاص مصنف کے اُسلوبِ تحریر پر ٹریننگ دی جائے تو یہ اُس مصنف کے اُسلوبِ تحریر کو اختیار کرتے ہوئے نئے مضامین تحریر کر دیتا ہے۔ پھر جب اس مصنف کی اصل تحریر اور نئی تحریر کا تقابل کیا جائے تو عام قاری ان دونوں تحریروں میں فرق نہ کر سکے گا؛ البتہ اگر باریک بینی سے ان دونوں تحریروں کا تجزیہ کیا جائے اور مصنف کے اُسلوب کے امتیازی خصائص کو باریک بینی سے دیکھا جائے تب کہیں جا کر فرق سامنے آئے گا۔

غرض، مصنوعی ذہانت میں اسی تیز رفتار ترقی کی وجہ سے مصنوعی ذہانت کو بطور مصنف بھی استعمال کیا جا رہا ہے۔ اس سے ایک طرف تو تصنیف وتالیف کے کاموں میں معاونت ملی ہے؛ مگر دوسری طرف مصنوعی ذہانت کی اسی صلاحیت کی وجہ سے کئی چیلنجز بھی اُبھر کر سامنے آئے ہیں۔ مثلاً یونیورسٹیوں میں جب طلبائے کرام کو کسی موضوع پر مضمون تحریر کرنے کو دیا جاتا ہے؛ تاکہ اُن کی تحریری، تحقیقی وتجزیاتی صلاحیتوں کو نکھارا جائے تو بعض طلبہ ان مصنوعی ذہانت کے سافٹ وئیر کا استعمال کر کے وہ مضمون تیار کر لیتے ہیں۔ اس سے جہاں جائزہ کے امتحان میں دشواری پیش آتی ہیں، امتحان کا مقصد فوت ہوتا ہے، وہیں طلبائے کرام میں سستی، کاہلی، اور کام چوری کا رواج عام ہو رہا ہے۔

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا مصنوعی ذہانت کے سافٹ وئیر سے کوئی تحریر لکھوانا درست ہے؟ اور کس حد تک مصنوعی ذہانت کو تصنیف وتالیف کے کاموں میں استعمال کیا جا سکتا ہے؟ نیز کیا کُلی طور پر مصنوعی ذہانت کے سافٹ وئیرز کو بطور مصنف عالمی سائنسی تحقیقی دنیا، سائنسی اشاعتی اداروں اور مختلف یونیورسٹیوں میں تسلیم کیا جاتا ہے؟ نیز مصنوعی ذہانت سے جڑے تصنیف وتالیف کے چیلنجز سے نمٹنے کے لیے عالمی سطح پر کیا پیشرفت ہوئی ہے؟

آسان الفاظ میں اگر کوئی سائنسدان اور محقق مصنوعی ذہانت سے کوئی تحریر لکھوائے تو کیا وہ مصنوعی ذہانت کو بطور ساتھی مصنف شامل کرسکتا ہے؟ بعض مرتبہ کسی کتاب کے دو یا تین مصنّفین ہوتے ہیں یا بعض مرتبہ کسی سائنسی تحقیقی مقالے میں کئی سائنسدان ساتھی مصنف ہونے کی حیثیت سے شامل ہوتے ہیں تو کیا اگر کوئی مصنوعی ذہانت سے تجربہ کروائے، تجزیہ کروائے، تحریر لکھوائے تو کیا اسے یعنی مصنوعی ذہانت (مشین) کو بھی بطور ساتھی مصنف تسلیم کیا جائے گا؟ ان تمام سوالات کا جواب ہم ذیل میں پیش کرتے ہیں۔

مشہور سائنسی پبلشر میں سے ایک ایل زے ویئر Elsevier ہے جو کہ دو ہزار نو سو سے زائد سائنسی جرائد شائع کرتا ہے اور ان سائنسی جرائد میں دنیا کے بہترین سائنسی جرائد بھی شامل ہیں جو کہ مختلف سائنسی شعبوں سے متعلق ہیں۔ اگر کمپیوٹر سائنس اور مصنوعی ذہانت کے سائنسی جرائد کی بات کی جائے تو یہ پبلشر دنیا کے کئی بہترین سائنسی جرائد شائع کرتا ہے جن میں کمپیوٹر نیٹ ورکس Elsevier Computer Networks، کمپیوٹر کمیونیکشن Elsevier Computer Communications وغیرہ شامل ہیں۔ ایل زے ویئر مصنوعی ذہانت کو بطور مصنف استعمال کرنے سے متعلق پالیسی جاری کرچکی ہے۔ اس پالیسی میں واضح طور پر بتایا گیا ہے کہ سائنسدان، محققین، اور مصنّفین کس حد تک مصنوعی ذہانت کو اپنی تحریروں، مقالوں، اور تحقیق میں استعمال کرسکتے ہیں۔

"Where authors use generative AI and AI-assisted technologies in the writing process, these technologies should only be used to improve readability and language of the work and not to replace key authoring tasks such as producing scientific, pedagogic, or medical insights, drawing scientific conclusions, or providing clinical recommendations. Applying the technology should be done with human oversight and control and all work should be reviewed and edited carefully, because AI can generate authoritative-sounding output that can be incorrect, incomplete, or biased. The authors are ultimately responsible and accountable for the contents of the work."(1)

’’جب مصنف مصنوعی ذہانت کو اور بالخصوص جنریٹیو مصنوعی ذہانت کو تحریر لکھنے میں استعمال

کریں تو ان ٹیکنالوجیز کو صرف تحریر کو واضح کرنے کے لیے استعمال کیا جانا چاہیے؛ تاکہ اس تحریر کو پڑھنا آسان ہوجائے، نہ کہ تصنیف کے بنیادی کاموں کو ہی اس سے متبادل کے طور پر کروایا جائے، مثلاً سائنسی وتدریسی مواد تحریر کروانا، طبی سفارشات، سائنسی نتائج اخذ کرنا، یا کلینکل تجاویز دینا شامل ہیں۔ اس ٹیکنالوجی کا اطلاق انسانی نگرانی اور کنٹرول کے ساتھ کیا جانا چاہیے اور تمام کام کا بغور جائزہ اور ترمیم کی جانی چاہیے؛ کیونکہ مصنوعی ذہانت ایسا مواد تیار کرسکتی ہے جو کہ مستند لگتا ہو جو کہ غلط، نامکمل اور متعصب ہو۔ مصنّفین بالآخر کام کے مندرجات کے ذمہ دار اور جوابدہ ہیں۔''

"Authors should disclose in their manuscript the use of generative AI and AI-assisted technologies and a statement will appear in the published work."

''مصنف کو واضح طور پر اپنے مقالوں میں یہ تحریر کرنا ہوگا کہ کس حد تک انھوں نے جنریٹیو مصنوعی ذہانت کو استعمال کیا اور شائع شدہ مقالوں میں یہ تحریر شامل ہوگی۔''

"Elsevier does not permit the use of generative AI or AI-assisted tools to create or alter images in submitted manuscripts."

''ایل زے ویئر پبلشر اس بات کی اجازت نہیں دیتا کہ ان کے سائنسی جرائد میں جمع کیے گئے مقالوں میں مصنوعی ذہانت کے ذریعے یا جنریٹیو مصنوعی ذہانت کے ذریعے تصاویر بنائی جائیں یا انھیں تبدیل کیا جائے۔''

"Authors should not list generative AI and AI-assisted technologies as an author or co-author, nor cite AI as an author. Authorship implies responsibilities and tasks that can only be attributed to and performed by humans. Each (co-) author is accountable for ensuring that questions related to the accuracy or integrity of any part of the work are appropriately investigated and resolved and authorship requires the ability to approve the final version of the work and agree to its submission. Authors are also responsible for ensuring that the work is original."

''مصنّفین کو 'جنریٹیو مصنوعی ذہانت' کا یا 'متعلقہ مصنوعی ذہانت' کی ٹیکنالوجیز کو 'مصنف' یا 'ساتھی مصنف' نہیں بنانا چاہیے اور نہ ہی مصنوعی ذہانت کا بطور مصنف حوالہ دینا چاہیے۔ مصنف بننا ایک ذمہ داری کا کام ہے اور تصنیف کا کام صرف انسانوں سے منسوب کیا جاسکتا ہے اور انسان ہی

اسے انجام دے سکتے ہیں۔کوئی بھی مصنف یا اس کا ساتھی مصنف اس بات کا جوابدہ ہوتا ہے کہ جو کچھ تحریر کیا گیا ہے وہ درست ہے اور مناسب طور پر ان سوالات کی تحقیق کی گئی ہے۔ نیز مصنف ہونے کے لیے یہ صلاحیت ہونی چاہیے کہ جو آخری مسودہ ہو وہ مصنف منظور کرے۔ مصنف اس بات کے بھی ذمہ دار ہوتے ہیں کہ جو کام تحریر کیا گیا ہو وہ اصلی ہے۔''

کمیٹی آن پبلی کیشن اتھکس یعنی کوپ Committee on Publication Ethics (COPE) نے درجِ ذیل واضح موقف اختیار کیا ہے۔

"The use of artificial intelligence (AI) tools such as ChatGPT or Large Language Models in research publications is expanding rapidly. COPE joins organisations, such as WAME and the JAMA Network among others, to state that AI tools cannot be listed as an author of a paper.

AI tools cannot meet the requirements for authorship as they cannot take responsibility for the submitted work. As non-legal entities, they cannot assert the presence or absence of conflicts of interest nor manage copyright and license agreements.

Authors who use AI tools in the writing of a manuscript, production of images or graphical elements of the paper, or in the collection and analysis of data, must be transparent in disclosing in the Materials and Methods (or similar section) of the paper how the AI tool was used and which tool was used. Authors are fully responsible for the content of their manuscript, even those parts produced by an AI tool, and are thus liable for any breach of publication ethics."(2)

''تحقیقی اشاعتوں (مقالوں) میں مصنوعی ذہانت کے آلات مثلاً چیٹ جی پی ٹی یا لارج لینگو یج ماڈلز کا استعمال تیزی سے پھیل رہا ہے۔ کوپ، ڈبلو اے ایم ای اور جاما نیٹ ورک جیسے تنظیموں کے ساتھ شامل ہوتے ہوئے یہ کہتی ہے کہ مصنوعی ذہانت کے آلات کو بطور مصنف کسی مقالے کے طور پر درج نہیں کیا جا سکتا۔

مصنوعی ذہانت کے ٹولز مصنف ہونے کے تقاضوں پر پورا نہیں اترتے؛ کیونکہ وہ جمع کرائے گئے کام کی ذمہ داری نہیں لے سکتے۔ بطور نان لیگل اداروں کے طور پر، وہ مفادات کے تصادم کی موجودگی یا عدم موجودگی پر زور نہیں دے سکتے اور نہ ہی کاپی رائٹ اور لائسنس کے معاہدوں کا نظم ونسق کر سکتے ہیں۔

مصنّفین جو مصنوعی ذہانت کے آلات تحریر لکھنے، تصویر بنانے، یا ڈیٹا کو اکھٹا کرنے اور تجزیہ کرنے میں استعمال کرتے ہیں، انھیں بالکل شفاف طریقے سے میٹریل اور میتھڈ سیکشن میں بتانا چاہیے کہ کیسے مصنوعی ذہانت کے آلات کو استعمال کیا گیا اور کون سا آلہ استعمال کیا گیا۔ مصنّفین مکمل طور پر اپنے لکھی گئی تحریر کے ذمہ دار ہیں، حتی کہ ان حصوں کے بھی جو مصنوعی ذہانت کی مدد سے تحریر کیے گئے، اور اشاعت کی اخلاقیات کی کسی بھی خلاف ورزی کے ذمہ دار ہیں۔‘‘

ورلڈ ایسوسی ایشن آف میڈیکل ایڈیٹرز (ویمی) World Association of Medical Editors (WAME)، جس کے ممبران ایک ہزار سے زائد میڈیکل سائنسی جریدوں اور بانوے ممالک سے تعلق رکھتے ہیں) نے مصنوعی ذہانت، چیٹ بوٹ اور جنریٹیو آے آئی سے متعلق اپنی سفارشات پیش کی ہیں، جن کا خلاصہ درج ذیل ہے۔(3)

“WAME Recommendation 1: Chatbots cannot be authors.

WAME Recommendation 2: Authors should be transparent when chatbots are used and provide information about how they were used.

WAME Recommendation 3: Authors are responsible for material provided by a chatbot in their paper (including the accuracy of what is presented and the absence of plagiarism) and for appropriate attribution of all sources (including original sources for material generated by the chatbot).”

’’سفارش نمبر اول: چیٹ بوٹ مصنف نہیں ہو سکتے۔

سفارش نمبر دوم: مصنّفین کو شفاف ہونا چاہیے کہ کب چیٹ بوٹ کا استعمال کیا گیا اور ان کے استعمال کے بارے میں معلومات فراہم کرنا چاہیے۔

سفارش نمبر سوم: مصنّفین اپنے مقالوں میں چیٹ بوٹ کی طرف سے مہیا کیے گئے مواد کے ذمہ دار ہیں (بشمول پیش کیے گئے مواد کی درستگی اور سرقہ کی عدم موجودگی کے) اور تمام ذرائع (مآخذ) کے مناسب حوالے مہیا کرنے کے (بشمول چیٹ بوٹ کے ذریعے تیار کردہ مواد کے اصل ذرائع یعنی حوالہ جات)۔''

اسی طریقے سے ایک سائنسی تحقیق[4] میں یہ واضح بیان کیا گیا ہے کہ کس طرح غیر انسانی مصنّفین کے اثرات سائنسی سالمیت پر اور طبی علوم پر پڑتے ہیں۔ نیز، نیچر پبلشر، جو کہ سائنسی دنیا میں نہایت معیاری سائنسی پبلشر شمار ہوتا ہے، جس کے کئی سائنسی جریدے دنیا کے بہترین سائنسی جرائد میں شمار ہوتے ہیں اور اس کا ایک سائنسی جریدہ نیچر ایسی سائنسی تحقیق شائع کرتا رہا ہے جس کی بنیاد پر بیسیوں نوبل پرائز پچھلی ایک صدی میں سائنسدانوں اور محققین کو دیئے گئے ہیں، بالکل واضح موقف اختیار کرتا ہے کہ مصنوعی ذہانت کے سافٹ ویئر کو بطور مصنف قبول نہیں کیا جا سکتا۔ نیچر پبلشر تحریر کرتا ہے کہ

"Large Language Models (LLMs), such as ChatGPT, do not currently satisfy our authorship criteria. Notably an attribution of authorship carries with it accountability for the work, which cannot be effectively applied to LLMs. Use of an LLM should be properly documented in the Methods section (and if a Methods section is not available, in a suitable alternative part) of the manuscript."[5,6]

''لارج لینگویج ماڈلز، مثلاً چیٹ جی پی ٹی، فی الحال ہمارے مصنف کے معیار پر پورا نہیں اترتے۔ خاص طور پر مصنف ہونے کے طور پر کریڈٹ دیئے گئے کام کے لیے جوابدہی مانگتا ہے، جو کہ موثر طریقے سے لارج لینگویج ماڈلز پر اطلاق نہیں کیا جا سکتا۔ ایل ایل ایم کے استعمال کو مناسب طریقے سے مقالے کے میتھڈ سیکشن (اور اگر میتھڈ سیکشن دستیاب نہیں ہے تو کسی مناسب متبادل حصے میں) میں دستاویز کیا جانا چاہیے۔''

"Authors are allowed to use generative AI tools such as Large Language Models (LLMs) to assist in writing or research. However, authors must take full responsibility for all content in their paper, including any content generated by AI tools that might be construed as plagiarism or scientific misconduct. We encourage authors to explain any notable ways in which these

tools were used in their research methodology. LLMs are not eligible for authorship."[7]

''انٹرنیشنل کانفرنس ان مشین لرننگ (آئی سی ایم ایل) دنیا کی بہترین کانفرنسوں میں شمار ہوتی ہے اور اس کو اے اسٹار (یعنی سب سے اعلیٰ درجے کی کانفرنس - آسٹریلیا کی کور رینکنگ کے مطابق) کہا جاتا ہے۔ اگرچہ انہوں نے مصنوعی ذہانت کے آلات کو سائنسی تحقیق کے تحریر کرنے میں استعمال کرنے کی اجازت دی ہے؛ مگر وہ واضح طور پر کہتے ہیں کہ مصنّفین تمام تر مواد کے خودکلی طور پر ذمہ دار ہوں گے، بشمول ایسا مواد جس کو مصنوعی ذہانت کے آلات سے بنایا گیا ہے، جسے سرقہ یا سائنسی اکیڈمک مس کنڈکٹ کے طور پر سمجھا جاسکتا ہے۔

ایسوسی ایشن فار کمپیوٹنگ مشینری (اے سی ایم) Association for Computing Machinery (ACM) دنیا کی سب سے بڑی سائنسی و تدریسی کمپیوٹر سوسائٹی ہے۔ اے سی ایم پچاس سے زائد کمپیوٹر سائنسی کے سائنسی جریدے شائع کرتی ہے جن میں دنیا کے بہترین سائنسی جرائد بھی شامل ہیں۔ انھیں سائنسی جرائد میں سے ایک اے سی ایم/آئی ای ای ای ٹرانزیکشن آف نیٹ ورکنگ بھی شامل ہے جو کہ کمپیوٹر سائنس کا ایک نہایت اعلیٰ معیار کا عالمی سائنسی جریدہ ہے۔ ٹیورنگ ایوارڈ، جسے کمپیوٹر سائنس کا نوبل پرائز بھی کہا جاتا ہے، یہ بھی ہر سال اے سی ایم ہی دیتی ہے جس کی مالیت ایک ملین امریکی ڈالر، تقریباً ستائیس کڑور پاکستانی روپے، کے برابر ہوتی ہے۔ اے سی ایم کی واضح پالیسی ہے کہ کوئی بھی جنریٹیو مصنوعی ذہانت کے ٹولز (آلات و سافٹ ویئر) کو بطور مصنف کسی بھی صورت شامل نہیں کیا جاسکتا۔ نیز، اے سی ایم واضح طور پر کہتی ہے کہ اے سی ایم کے سائنسی جرائد میں مقالے جمع کروانے والے ''قابلِ شناخت انسان ہونے چاہئیں''، ''جنھوں نے سائنسی تحقیقی مقالے میں خاطر خواہ کام انجام دیا ہو''، اور ''جو کہ شائع شدہ سائنسی تحقیقی مقالے میں شائع شدہ مواد کی مکمل ذمہ داری لیتے ہوں۔''

"Can a generative AI tool be listed as an author?
No, generative AI software tools cannot be listed as authors on ACM Works under any conditions."[8]

"Anyone listed as author on an ACM submission must meet all the following criteria:

They are an identifiable human being. Anonymous authorship is not permitted, although pseudonyms and/or pen names are

permitted provided accurate contact information is given to ACM. ACM does not currently permit collective authorship.

They have made substantial intellectual contributions to some components of the original Work described in the manuscript, such as contributing to the conception, design, and analysis of the study reported on in the Work and participating in the drafting and/or revision of the manuscript.

They take full responsibility for all content in the published Works”[9].

ان تمام مستند حوالہ جات کی روشنی میں یہ بات واضح ہوگئی کہ دنیا کے مستند اور بڑے سائنسی تحقیقی ادارے، یونیورسٹیاں، کمپیوٹر سائنس کی تدریسی وتحقیقی سوسائٹیز، معیاری سائنسی پبلشرز، معیاری کانفرنس، کمیٹی آن پبلی کیشن اتھکس یعنی کوپ، ورلڈ ایسوسی ایشن آف میڈیکل ایڈیٹرز (ویمی)، اور دیگر عالمی معیار کے معتبر اور مصنوعی ذہانت کے ماہرینِ فن، سائنسدان ومحققین بِالاتّفاق مصنوعی ذہانت کو بطور مصنف تسلیم نہیں کرتے اور مصنوعی ذہانت، جنریٹیو اے آئی، چیٹ بالٹس، اور دیگر سافٹ ویئرز کے بطور مصنف تحقیقی مقالوں میں شامل ہونے کی اجازت نہیں دیتے اور اس کے لیے پالیسیاں مرتب اور نافذ کرچکے ہیں۔

مدارسِ دینیہ، تصنیف وتالیف اور مصنوعی ذہانت

مدارسِ دینیہ کے اندر طلبہ میں علمی رُسوخ پیدا کیا جاتا ہے۔ ان مدارسِ دینیہ سے ایسے ایسے نامور علمائے کرام پیدا ہوئے ہیں جن کی اسلامی علوم پر مکمل دسترس حاصل تھی، عالم باعمل تھے اور انھوں نے مختلف دینی علوم میں گراں قدر خدمات انجام دیں ہیں۔ علم تفسیر ہو یا علم فقہ، علم اصول حدیث ہو یا علم اسماء الرجال، علم صرف ہو یا علم اصول فقہ، علم بلاغت ہو یا علم کلام، فلسفہ ہو یا علم طریقت؛ غرض ان علوم میں مدارسِ دینیہ کے اساتذۂ کرام طلبہ میں ٹھوس علمی استعداد پیدا کرتے ہیں۔ نیز مدارسِ دینیہ علوم ومعارف کے اِیستادَہ مینار ہیں، تقویٰ کے حاصل کرنے کا ذریعہ ہیں اور یہیں سے امتِ مسلمہ کو قرآن و سنت کی صحیح تشریح ملتی ہے۔ ان مدارس سے حفاظِ کرام، شیخ الحدیث، قاری، مفتی، عالم، فقیہ، مفسر، مبلغ، مناظر، عربی علوم کے ماہر، مصنف، اور دینی علوم کو اپنی اصلی حالت میں اگلی نسل تک پہنچانے والے رجال اللہ پیدا ہوتے ہیں۔ انھیں مدارس سے ہمیں عربی اور اردو ادب کو فروغ دینے والے بے نظیر علمائے کرام بھی نظر آتے ہیں، انھیں میں تاریخ دان بھی ہیں اور صرف ونحو کے ماہر بھی اور انھیں مدارس

سے وہ علمائے کرام بھی تیار ہوتے ہیں جو کہ ہر محاذ پر باطل قوتوں کا مقابلہ کرتے ہیں اور امتِ مسلمہ کی نظریاتی سرحدوں کی حفاظت میں بھی کلیدی کردار ادا کرتے ہیں۔

ان مدارسِ دینیہ کے طلبائے کرام سے متعلق عوام الناس میں یہ عمومی تاثر ہے کہ یہاں کے طلبائے کرام عصری تعلیمی اداروں اور یونیورسٹیوں کے طلبہ سے بالکل مختلف ہوتے ہیں اور تقریباً مدارسِ دینیہ کے تمام طلبائے کرام کا مقصد اللہ کی رضا، حُسنِ نیت، حُسنِ عمل، حُب جاہ وحُب مال سے پرہیز، زہد وقناعت، محنتی اور فعال ہونا اور علومِ دینیہ کا حصول ہوتا ہے۔ نیز مدارسِ دینیہ کے طلبائے کرام عصری تعلیمی اداروں اور یونیورسٹیوں کے طلبہ میں پائے جانے والی برائیوں سے دور ہوتے ہیں جن میں نقل کرکے امتحانات میں پاس ہونا، اعلیٰ عہدوں اور پیسوں کے حصول کے لیے ڈگریاں حاصل کرنا وغیرہ شامل ہے، الاّ ماشاء اللہ۔

تشویش کی بات یہ ہے کہ حال ہی میں کچھ صاحبانِ علم ایک نئی فکر اور سوچ لے کر چلے ہیں کہ مدارسِ دینیہ کے طلبہ کو مختلف ہنر بھی سکھائے جائیں جن میں مصنوعی ذہانت بطورِ خاص قابلِ ذکر ہے۔ بلا سوچے سمجھے مصنوعی ذہانت کو مدارسِ دینیہ میں فروغ دینا، طلبہ کو اس سے دینی علوم میں رہنمائی لینے کے لیے استفادہ کرنے کی اجازت دینے سے تعلیمی وتدریسی طور پر کئی مفاسد جنم لے رہے ہیں اور خدانخواستہ مزید مسائل جنم لیں گے۔ لہٰذا ضروری ہے پہلے مصنوعی ذہانت کے استعمال کی حدود متعین کرلی جائے، اصول وضع کرلیے جائیں، اور اس بات کا تعین کرلیا جائے کہ کن کن اُمور میں مصنوعی ذہانت کو استعمال کرنے سے فوائد حاصل ہوسکتے ہیں اور کن اُمور میں مصنوعی ذہانت کو استعمال کرنے سے طلبہ اور اساتذہ کی کارکردگی پر منفی اثر پڑے گا؛ تاکہ اس ٹیکنالوجی کے استعمال سے جو فوائد حاصل کرنے کی کوشش کی جارہی ہے وہ کہیں الٹا نقصان دہ ثابت نہ ہوں۔

اس تناظر میں بعض صاحبانِ علم کی جانب سے مصنوعی ذہانت کو مدارسِ دینیہ میں استعمال کرنے کی ترغیب دی جارہی ہے۔ بھرے مجمع میں کھلے عام مدارسِ دینیہ کے طلبائے کرام اور علمائے کرام کو مصنوعی ذہانت کے سافٹ ویئر استعمال کرکے تصنیف وتالیف کے مختلف کام انجام دینے کی باقاعدہ تربیتی نشست اور مشق کروائی جارہی ہے اور یہ اتنی دیدہ دلیری کے ساتھ انجام دیا جارہا ہے کہ مصنوعی ذہانت کے ماہرینِ فن حیران وپریشان ہیں کہ ایسا کیوں کیا جارہا ہے؟ کبھی اردو میں چیٹ جی پی ٹی سے مضمون لکھوایا جارہا ہے تو کبھی خلاصہ، کبھی جمعہ کا خطبہ لکھوایا جارہا ہے تو کبھی احادیث کی تخریج، کبھی قرآن پاک کا ترجمہ پوچھا جارہا ہے تو کبھی تفسیر، کبھی تعلیمی نفسیات کے بارے میں اس سے سوالات

ہو رہے ہیں تو کبھی تعلیمی اُسلوب پر، کبھی مصنوعی ذہانت کو استعمال کرکے اساتذہ کے لیے کثیر الانتخابی سوالات تیار کروائے جارہے ہیں تو کبھی امتحانی پرچہ، کبھی اسباق بنوائے جارہے ہیں تو کبھی کسی موضوع کو آسان الفاظ میں طلبہ کو سمجھانے کے لیے مثالیں پوچھی جارہی ہیں۔ غرض طلبائے کرام ہوں یا مدرسین، بعض صاحبانِ علم کی جانب سے دونوں ہی طبقوں کو مصنوعی ذہانت کے ذریعے تصنیفی و تالیفی کاموں کو کروانے کی ترغیب دی جارہی ہے۔ اور مصنوعی ذہانت کو مدارسِ دینیہ میں اس عنوان سے پیش کیا جارہا ہے کہ اس سے مدارسِ دینیہ کے طلبائے کرام کی تعلیمی و تحقیقی استعداد مزید پروان چڑھے گی، اس سے اُن میں تحقیق وجستجو کا شوق مزید بڑھے گا، اس سے دنیا بھر کے علوم سے اُن کو استفادہ کرنے کے مزید مواقع میسر آئیں گے اور نتیجتاً وہ مصنوعی ذہانت کو استعمال کرکے مزید موٴثر انداز میں اسلام کی خدمت کرسکیں گے۔

علمائے کرام کے مطابق مصنوعی ذہانت کے سافٹ ویئر یا ایپلی کیشن مثلاً چیٹ جی پی ٹی، جیمنائی یا کو پائلٹ وغیرہ سے تصنیف وتالیف کے کام لینا اور اسے اپنی تحریر بنا کر پیش کرنا، دینی مسائل، بالخصوص ”علم الفقہ“ کے انتہائی پیچیدہ اور سنجیدہ مسائل معلوم کرنا، قرآنِ پاک کی تفسیر وترجمہ کروانا، احادیث پر جرح وتعدیل کروانا وغیرہ سے مکمل اجتناب کرنا چاہیے۔ اس کی کئی وجوہات ہیں۔

اول یہ کہ ان مصنوعی ذہانت کے سافٹ ویئرز کے اندر کئی طرح کی ٹیکنیکل خامیاں موجود ہیں۔

دوم یہ کہ آخرت کی ہمیشہ ہمیشہ کی رہنے والی زندگی کا مدار اس دنیا کی زندگی کے اعمال پر منحصر ہے۔ اگر اس دنیا میں کوئی اچھا کام کیا تو اس کا بدلہ جنت کی صورت میں ملے گا اور اگر اس دنیا میں کوئی غلط کام کیا تو اس کا بدلہ دوزخ کی صورت میں ملے گا۔ لہٰذا جب عالمی سائنسی ماہرین واضح طور پر بتا رہے ہیں کہ مصنوعی ذہانت کے سافٹ ویئر اس قابل نہیں ہیں کہ انسانی ذہانت کا مقابلہ کرسکیں اور ان میں کئی خامیاں ہیں تو پھر ان سے دینی رہنمائی لینا، فقہی مسائل پوچھنا، قرآن پاک کی تفسیر وترجمہ کروانا، احادیث کی وضاحت کروانا ایسا ہے کہ کوئی اپنی آخرت کو خطرے میں ڈال کر اپنی ہمیشہ ہمیشہ کی آخرت کی زندگی کو داؤ پر لگادے۔

سوم یہ کہ ان سافٹ ویئرز کی جواب دینے کی صلاحیت بالکل ناپائیدار ہے؛ کیونکہ ان میں ہیلوسینیشن پائی جاتی ہے۔ غور کرنے کی بات ہے کہ ان سے پوچھے گئے سوالات کے جواب میں ان سافٹ ویئر سے مختلف جوابات آتے ہیں اور سوال کے اسلوب سے جواب بھی تبدیل ہوجاتا ہے۔ اصولی طور پر جب سوال کسی ایک حقیقت سے متعلق ہے تو چاہے سوال کرنے کے اسلوب مختلف

ہوں، جواب اُسی حقیقت کو سامنے رکھ کر آنا چاہیے؛ مگر ایسا نہیں ہوتا؛ کیونکہ یہ سافٹ ویئرز تکنیکی طور پر نیچرل لینگویج پروسسنگ کے ذریعے کام کرتے ہیں۔ چہارم یہ کہ ان سافٹ ویئرز کے بتائے گئے جوابات کی نہ دنیاوی قوانین میں کوئی حیثیت ہے اور نہ ہی کوئی ملک اور ادارہ ان کو قابلِ اعتبار سمجھتا ہے۔ مثلاً چیٹ جی پی ٹی سے کیا کوئی پوچھا گیا سوال کسی ملک کے سپریم کورٹ میں تسلیم کیا جائے گا؟ نہیں، ہرگز نہیں! پھر کیا وجہ ہے یہ جوابات جو کہ اس دنیا کے کورٹس کچہریوں میں تو قابلِ قبول نہیں ہوں، وہ مختلف دارالافتاء اور مفتیانِ کرام کے یہاں قابلِ اعتبار ٹھہر جائیں؟

سب سے اہم مسئلہ یہ ہے کہ مدارسِ دینیہ کے اندر جب طلبائے کرام کو چیٹ جی پی ٹی یا دیگر مصنوعی ذہانت کے سافٹ ویئر واپلی کیشنز سکھائی جائیں گی اور طلبائے کرام سے روایتی طریقۂ تدریس وتعلیم سے ہٹا کر مصنوعی ذہانت کو استعمال کروایا جائے گا تو اس سے ان کے اندر علمی وتحقیقی استعداد نہ بن پائیں گی اور وہ نادانستگی میں علمی سرقہ کی باقاعدہ تربیت لے رہے ہوں گے۔ دیکھیے، مغربی ترقی یافتہ ممالک میں چیٹ جی پی ٹی یا دیگر مصنوعی ذہانت کے سافٹ ویئر واپلی کیشنز کے امتحانات میں استعمال کی سختی کے ساتھ پابندی عائد کی گئی ہے۔ اسکولوں، کالجز اور یونیورسٹیوں میں طلبائے کرام اگر چیٹ جی پی ٹی یا دیگر مصنوعی ذہانت کے سافٹ ویئر واپلی کیشنز کو استعمال کرکے کوئی مواد تیار کرتے ہیں تو اسے یکسر مسترد کر دیا جاتا ہے؛ بلکہ اس عمل کو علمی سرقہ گردانا جاتا ہے۔ راقم کو سخت حیرانگی ہوئی جب ایک پاکستانی خاتون (جو کہ پی ایچ ڈی بھی ہیں اور ریسرچ کے موضوع پر ایک یوٹیوب چینل چلاتی ہیں)، وہ پاکستان کی مختلف یونیورسٹیوں میں جا کر مصنوعی ذہانت کی ترویج و اشاعت کر رہی ہیں اور باقاعدہ طور پر یونیورسٹی کے طلبائے کرام کو مصنوعی ذہانت کے ذریعے تصنیف کرنے کا عمل سکھا رہی ہیں، اس کی مشق کروا رہی ہیں اور یہ بھی سکھا رہی ہیں کہ جب آپ مصنوعی ذہانت سے کچھ مواد تیار کریں تو عالمی سطح پر چونکہ ایسے مواد کو پکڑا جا سکتا ہے۔ لہٰذا کس طریقے سے آپ اس علمی سرقہ سے بچ سکتے ہیں۔ ستم بالائے ستم یہ کہ علمی سرقہ سکھانے کے لیے طلبہ اور یونیورسٹیوں سے بھاری فیس بھی وصول کر رہی ہیں۔

ایک اہم مسئلہ یہ بھی ہے کہ چیٹ جی پی ٹی یا دیگر مصنوعی ذہانت کے سافٹ ویئر واپلی کیشنز کے استعمال سے سستی، کاہلی، اور کام چوری کو طلبائے کرام میں رواج دیا جائے گا اور اُن کے اندر علمی گہرائی اور صحیح تحقیق کرنے کا جذبہ ختم ہوتا چلا جائے گا اور وہ چیٹ جی پی ٹی یا دیگر مصنوعی ذہانت کے سافٹ ویئر واپلی کیشنز پر اپنی معلومات کا انحصار کرنے لگیں گے جو کہ من گھڑت، جھوٹی، اور حقائق

کے منافی معلومات فراہم کرتی ہیں۔

علوم الحدیث اور مصنوعی ذہانت

ایک نیا چیلنج اُمت مسلمہ کے سامنے سر اٹھائے کھڑا ہے اور وہ ہے مصنوعی ذہانت کا ''علوم الحدیث'' میں استعمال۔ آسان الفاظ میں مصنوعی ذہانت کے پروگرامز نعوذ باللہ من گھڑت احادیث بنا سکتے ہیں اور اس کے لیے پہلے ذخیرۂ احادیث سے ان کمپیوٹر پروگرامز کی ٹریننگ (تربیت) دی جائے گی اور جب یہ مصنوعی ذہانت کے پروگرامز احادیث کے اُسلوب تحریر کو سمجھ جائیں گے تو پھر اسی طرز کا کلام (احادیث) بنانے کی کوشش کریں گے۔ اس فتنے سے بچنے کا حل ہمیں پہلے ہی سے معلوم ہے اور وہ ہے ''اسناد''، ''سینہ بہ سینہ علوم کی منتقلی''، اور ''متخصصین فی علوم الحدیث'' تیار کرنا۔ ماضی میں بھی باطل قوتوں کی جانب سے من گھڑت احادیث پھیلائی گئی تھیں اور اس کے تدارک کے لیے علمائے کرام نے اُصول مرتب فرمادیئے ہیں۔ ہمیں دراصل اپنے اصل سے جڑے رہنا ہے اور وہی طریقۂ کار علومِ دینیہ کو محفوظ و منتقل کرنے کے لیے استعمال کرنے ہیں جو کہ خیر القرون میں اختیار کیے گئے تھے۔ آسان الفاظ میں علوم الحدیث مثلاً جرح وتعدیل، رجال احادیث، ناسخ ومنسوخ کا علم، علم الحدیث کی انواع، اصول حدیث و دیگر علوم کو اُن کی اصل پر قائم رکھنے کی اشد ضرورت ہے۔ نیز متخصصین فی علوم الحدیث کو نہایت سختی پر اکابرین کے طرز پر جمتے ہوئے علوم الحدیث کی خدمت کو جاری رکھنا ہوگا۔ علوم الحدیث کی خدمت کا کام علمائے کرام کے دائرۂ کار میں آتا ہے اور بڑے احسن طریقے سے وہ اپنی اس ذمہ داری کو ادا کررہے ہیں، الحمدللہ۔ مسلمان سائنسدانوں کی ذمہ داری یہ ہے کہ وہ بھی اپنی پیشہ ورانہ ذمہ داریوں کا احساس کرتے ہوئے مصنوعی ذہانت کی کمزوریاں اور خامیاں علمائے کرام اور عوام الناس کے سامنے پیش کریں اور اپنی سائنسی تحقیق کو اُمتِ مسلمہ اور انسانیت کے نفع کے لیے استعمال کریں۔

مصنوعی ذہانت اور علمی سرقہ

ایک آخری مثال پیش کرکے ہم اپنے مضمون کا اختتام کرتے ہیں۔ تصور کریں کہ زید ایک طالب علم ہے اور امریکہ کی کسی یونیورسٹی میں ماسٹرز آف انجینئرنگ میں داخلہ لیتا ہے۔ پہلے سال کے اختتام پر ایک مضمون کا امتحان ہوتا ہے۔ امتحان گاہ میں پرچہ حل کرتے ہوئے اس طالب علم کے پاس سے نگران عملہ نقل کا مواد برآمد کرلیتا ہے۔ دراصل امتحانی پرچہ میں ایک سوال کیا گیا تھا کہ فلاں انجینئرنگ کے مسئلے کے بارے میں تفصیل بیان کریں اور اس کے لیے ایک صفحہ کا خلاصہ لکھیں۔ زید،

بجائے اس کے کہ وہ یہ خلاصہ خود تحریر کرتا، وہ اپنے ساتھ نقل کا مواد لے کر گیا تھا جس میں یہ خلاصہ درج تھا۔ دوسری مثال بکر کی لیتے ہیں وہ ماسٹرز آف سائنس میں برطانیہ کی ایک یونیورسٹی میں داخلہ لیتا ہے۔ ماسٹرز کی ڈگری کے حصول کے لیے اسے ایک مقالہ تحریر کرنا تھا۔ وہ نوے صفحات کا نہایت ہی عمدہ مقالہ جمع کرواتا ہے جس میں نہایت عمدہ اسلوب اختیار کیا گیا ہوتا ہے، حتیٰ کہ سائنس کے اس موضوع پر دلائل اور حوالہ جات بھی لکھے ہوتے ہیں۔ مقالہ جانچنے کے لیے جب پیش ہوتا ہے تو وہ اس مقالہ سے متعلق جوابات دینے پر قادر نہیں ہوتا۔ ممتحن حضرات جب مزید تحقیق کرتے ہیں تو پتہ چلتا ہے کہ یہ سارا مقالہ انٹرنیٹ پر موجود ویب سائٹ کو پیسے دے کر لکھوایا گیا ہے۔ تیسری مثال بیچلرز کے ایک طالب علم عثمان کی لیتے ہیں جو کہ آسٹریلیا میں فزکس کے شعبے میں بیچلر کرنے گیا تھا۔ امتحان گاہ میں اس کے پاس سے کیلکولیٹر برآمد ہوتا ہے جس کو استعمال کرنے کی صراحتاً ممانعت تھی۔ یہ تینوں مثالیں علمی سرقہ، بددیانتی اور خیانت کے زُمرے میں آتی ہیں اور یہ یونیورسٹیاں ان تینوں طالب علموں کی سخت پکڑ کرتی ہیں۔ بعض یونیورسٹیاں طالب علم کو پورے سال کے لیے امتحان دینے پر پابندی لگادیں گی (پہلی مثال)، بعض یونیورسٹیاں طالب علم کا یونیورسٹی سے ہی اخراج کردیں گی (دوسری مثال)، اور بعض یونیورسٹیاں طالب علم کو اُس پرچہ میں فیل کردیں گی (تیسری مثال)۔ قارئین اب آپ ان تینوں مثالوں میں کیلکولیٹر، ویب سائٹ، اور تحریری مواد کی جگہ ''مصنوعی ذہانت'' یا ''چیٹ جی پی ٹی'' کا لفظ استعمال کیجیے، نتیجہ وہی برآمد ہوگا کہ پوری دنیا کے سائنسدان، محققین، اساتذہ، اور اعلیٰ سائنسی تعلیم سے وابسطہ لوگ اسے علمی سرقہ ہی سمجھیں گے اور یونیورسٹیوں میں ان طلبہ کا وہی انجام ہوگا جو کہ کیلکولیٹر، ویب سائٹ، اور تحریری مواد استعمال کرنے پر ہوا۔ اس مثال سے قارئین کو یہ واضح ہوجانا چاہیے کہ مصنوعی ذہانت سے خلاصہ لکھوایا جائے، نہایت ہی اعلیٰ معیار کا سائنسی مقالہ لکھوایا جائے، یا پھر کیلکولیٹر کی طرح مشکل ریاضی کے مسائل حل کروائے جائیں، بہرصور تعلمی سرقہ ہی سمجھا جائے گا تاوقتے کہ ممتحن کی طرف سے واضح طور پر اس کی اجازت نہ دی گئی ہو۔ اب قارئین خود ہی فیصلہ فرمالیں کہ جو لوگ مصنوعی ذہانت کی عصری تعلیمی اداروں میں اور مدارسِ دینیہ میں ترویج واشاعت کررہے ہیں اُن کو کس قدر مغالطہ ہوگیا ہے اور عالمی سائنسی دنیا سے کس قدر نابلد واقع ہوئے ہیں۔

خلاصۂ مضمون اور چند گزارشات

ہم نے اس مضمون میں ٹھوس سائنسی حوالہ جات کے اقتباسات پیش کیے ہیں جن سے یہ امور

واضح ہوتے ہیں کہ:

* مشین (کمپیوٹر، روبوٹ، اوران پر چلنے والے سافٹ ویئر) انسان کے متبادل نہیں ہوسکتے۔
* مشین کو بطور مصنف سائنسی تحقیقی مقالوں میں شامل نہیں کیا جاسکتا۔
* مصنف کے لیے ضروری ہے کہ قابلِ شناخت انسان ہو۔
* مصنف کے لیے ضروری ہے کہ اس نے سائنسی تحقیقی مقالے میں خاطر خواہ کام انجام دیا ہو۔
* مصنف شائع شدہ سائنسی تحقیقی مقالے میں شائع شدہ مواد کی مکمل ذمہ داری لیتا ہو؛ کیونکہ مصنوعی ذہانت ایسا مواد تیار کرسکتی ہے جو کہ مستند لگتا ہو اور اصل میں وہ غلط، نامکمل اور متعصب ہو، لہٰذا مصنّفین کو مصنوعی ذہانت کے استعمال میں خاص احتیاط برتنی چاہیے۔
* اگر مصنف مصنوعی ذہانت کو اور بالخصوص جنریٹیو مصنوعی ذہانت کو تحریر لکھنے میں استعمال کریں تو ان ٹیکنالوجیز کو صرف تحریر کو واضح کرنے کے لیے استعمال کیا جانا چاہیے؛ تاکہ اس تحریر کو پڑھنا آسان ہوجائے، نہ کہ تصنیف کے بنیادی کاموں کو ہی اس سے متبادل کے طور پر کروایا جائے مثلاً سائنسی و تدریسی مواد تحریر کروانا، طبی سفارشات، سائنسی نتائج اخذ کرنا، یا کلینکل تجاویز دینا شامل ہیں۔
* اگر مصنف مصنوعی ذہانت کو اور بالخصوص جنریٹیو مصنوعی ذہانت کو صرف تحریر کو واضح کرنے کے لیے استعمال کریں تو بعض پالیسی ساز اداروں کے مطابق مصنف کو واضح طور پر اپنے مقالوں میں یہ تحریر کرنا ہوگا کہ کس حد تک انہوں نے جنریٹیو مصنوعی ذہانت کو استعمال کیا اور شائع شدہ مقالوں میں یہ تحریر شامل ہوگی۔
* دنیا کے مستند اور بڑے سائنسی تحقیقی ادارے، یونیورسٹیاں، کمپیوٹر سائنس کی تدریسی و تحقیقی سوسائیٹیز، معیاری سائنسی پبلشرز، معیاری کانفرنس، کمیٹی آن پبلی کیشن اتھکس یعنی کوپ، ورلڈ ایسوسی ایشن آف میڈیکل ایڈیٹرز (ویمی)، اور دیگر عالمی معیار کے معتبر اور مصنوعی ذہانت کے ماہرینِ فن، سائنسدان و محققین بالاتفاق مصنوعی ذہانت کو بطور مصنف تسلیم نہیں کرتے اور مصنوعی ذہانت، جنریٹیو اے آئی، چیٹ باٹس، اور دیگر سافٹ ویئرز کے بطور مصنف تحقیقی مقالوں میں شامل ہونے کی اجازت نہیں دیتے اور اس کے لیے پالیسیاں مرتب اور نافذ کرچکے ہیں۔
* مدارسِ دینیہ کے طلبائے کرام، اساتذۂ کرام، اور منتظمین حضرات سے گزارش ہے کہ وہ مصنوعی

ذہانت کی ترویج واشاعت کرنے والوں کی باتوں سے کوئی اثر نہ لیں؛ بلکہ مدارسِ دینیہ کے روایتی طریقۂ تعلیم وتدریس، اُسلوبِ تدریس، اورقوائد وضوابطِ امتحانات پرسختی سے کاربندرہ کراپنی علمی وتحقیقی استعداد کومزید پروان چڑھائیں اور مصنوعی ذہانت کے سافٹ ویئر کوعلومِ دینیہ سے متعلق تصنیف وتالیف اورتحقیق کے کاموں میں ہرگز استعمال نہ کریں۔

❋ ❋ ❋

حواشی:

(1) Elseveir Policy on the use of AI and AI-assisted technologies in writing, Elsevier. Link: https://www.elsevier.com/about/policies-and-standards/the-use-of-generative-ai-and-ai-assisted-technologies-in-writing-for-elsevier

(2) COPE Council. COPE position - Authorship and AI - English. https://doi.org/10.24318/cCVRZBms

(3) WAME Recommendations on Chatbots, AI, and Generative AI. https://wame.org/page3.php?id=106

(4) Flanagin A, Bibbins-Domingo K, Berkwits M, Christiansen SL. Nonhuman "Authors" and Implications for the Integrity of Scientific Publication and Medical Knowledge. JAMA. 2023;329(8):637-639. doi:10.1001/jama.2023.1344

(5) Nature Authors Guidelines. Link: https://www.nature.com/nature/for-authors/initial-submission

(6) Tools such as ChatGPT threaten transparent science; here are our ground rules for their use. Nature. 2023;613(7945):612. doi:10.1038/d41586-023-00191-1

(7) International Conference on Machine Learning ICML, 2025. https://icml.cc/Conferences/2025/CallForPapers

(8) ACM Policy on Authorship. Link: https://www.acm.org/publications/policies/frequently-asked-questions

(9) ACM Criteria for Authorship. Link: https://www.acm.org/publications/policies/new-acm-policy-on-authorship

❋ ❋ ❋